کو ۱۹ ربیع الآخر روز دوشنبہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۴ مارچ ۱۸۷۹ء کو کلکتہ میں فوت ہوئے (۱)

ان کی وفات کے بعد ان کی خود نوشت تحریر ملی جسے انھوں نے بطور وصیت لکھا تھا۔ چند جملے ملاحظہ ہوں:۔

اما بعد فان الحیوٰة والموت مستویان لاسیما عند العاقل الفطن الخبیر الماہر من الشاہدات بالامور الباطنۃ لان فنا البدن غیر مستلزم لفناء الروح والاصل فی وجود الانسان ہو الروح لا البدن. فانی موجود مشیر الی وجودی وما وجودی الا الروح فقط وانما البدن قفصۃ خبیثۃ والروح دائمۃ، باقیۃ، ناظرۃ، حاضرۃ، مشاہدۃ اذا ثبت ہذا فاعلم انی لا ابالی بالموت بوجہ من الوجوہ ؎

مرگ اگر مرد است گو پیش من آی — تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ
من ز وے عمرے ستانم جاوداں — او ز من دلقے ستاند رنگ رنگ

واللہ شہید علی ما قلت واقول انی متبرئ کمال التبری عن حیاتی فانی لا اجد فی وجودی الخارجی الا خسران الدنیا والآخرۃ وذالک ہو الخسران المبین الخ (۲)

۱۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری: ۱۷

۲۔ تفصیلی حالات کے واسطے ملاحظہ ہو "کواکب" مسعود انور علوی کاکوروی مطبوعہ ۱۹۸۷ء

طلاق اور عدت کے مسائل

قرآن مجید کی روشنی میں

مولانا محمد شہاب الدین ندوی جنرل سکریٹری فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور

۳۔ طلاق ایک ایک کرکے دی جائے

آج کل لوگ جہالت کی بنا پر یک ساتھ تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں۔ یہ بہت سخت گناہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت کی ہے۔ حضرت عمرؓ تو ایسے شخص کو جو اپنی بیوی کو یک ساتھ تین طلاقیں دیتا تھا دُرّے لگایا کرتے تھے(۱) اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے یہ طریقہ آج بھی مسلم ملکوں میں رائج کرنے کی ضرورت ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے والوں کی خبر دُرّوں سے لی جائے۔ ورنہ یہ مذموم طریقہ ختم نہیں ہو سکتا۔

طلاق دینے کا صحیح شرعی طریقہ یہ ہے کہ یا تو عورت کو طُہر کی حالت میں صحبت کئے بغیر صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے۔ (جسے طلاق اَحسن کہتے ہیں) یا تین مہینوں میں تین طلاق ایک ایک کرکے دی جائے (جسے طلاق حَسن کہا جاتا ہے)۔ یعنی ہر مہینہ ایک طلاق ایسی حالت میں دی جائے جب کہ عورت

۱؎ شرح معانی الآثار ۲/۳۸۔ مصنف عبدالرزاق ۶/۳۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲/۵

کی ماہواری کے دن نہ ہوں اور اس دوران اس نے بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔
... طریقے پر مرد جب دو طلاقیں دے چکا ہو تو اس کو تیسری طلاق دینے سے
پہلے عورت ... حق باقی رہتا ہے اس کا تذکرہ پہلی آیت میں "طلاق
... کے الفاظ کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ (۲۲۹ ب)
غرض یہ آیت کریمہ ان دونوں قسم کی طلاقوں کی حامل بن سکتی ہے کیونکہ
... قرآنی الفاظ "الطلاق مرتان" (طلاق دو بار ہے) کے مطابق
... طور پر طلاق دینے کا ضابطہ پورا ہو جاتا ہے۔ ... طلاق دو
ہے" کہنے کا تقاضا ہے کہ یہ دونوں طلاقیں الگ الگ ہوں، یکبار نہ
دی ... ورنہ گناہ لازم آئے گا اور خدا کی نافرمانی ہوگی۔

تین طلاق کے بعد عورت حرام ہو جاتی ہے۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو شرعی طریقے کے مطابق ایک یا دو طلاق ...
... ماہانہ ایک ایک حساب سے) دے دیں، مگر رجوع نہیں کیا یہاں
... کہ عورت کی عدت گزر چکی تو اب مرد کو رجوع کرنے کا اختیار باقی نہیں
... اور ایسی عورت کو "بائن" یا "بائنہ صغریٰ" کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ
عورت اپنے شوہر کے نکاح سے آزاد ہو گئی اور اس پر حق زوجیت باقی
نہیں رہا۔ اس صورت میں دوبارہ ملاپ کے لئے پھر نئے سرے سے نکاح کرنا
ہوگا۔ لیکن اگر تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دے دی جائے تو پھر شوہر کو
رجوع کرنے کا حق سرے سے باقی ہی نہیں رہتا۔ اور بغیر حلالے کے ان دونوں
دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب تک کہ کوئی دوسرا شخص اس عورت
اپنے نکاح میں لے کر اس سے ہم بستری نہ کرے۔ اس کا تذکرہ آیت ۲۳۰

کہ اس فقرہ میں کہا گیا ہے: "پھر شوہر نے اگر عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ اس کا نکاح دوسرے شخص سے نہ ہو جائے" یعنی جب تک کہ دوسرا شخص اس سے صحبت نہ کرلے۔ واضح رہے کہ لفظ نکاح کے اصل معنی جماع یعنی صحبت کرنے کے ہیں۔ اور مجازاً یہ لفظ عقد نکاح کے لئے بولا جاتا ہے۔ ؎۵۸۔ اس لحاظ سے "حتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" کی رو سے دوسرے شوہر سے ہم بستری ضروری ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ "تَنْكِحَ" صحبت پر اور لفظ "زَوْجًا" عقد نکاح پر دلالت کر رہا ہے ؎۵۹ اس لحاظ سے حلالے کے مسئلے پر دونوں [illegible] یہاں۔ اس کی مزید تشریح ہو جائے گی۔

اس آیت کریمہ (۲۲۹) کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق یکبارگی نہیں بلکہ الگ الگ دینا چاہئے۔ مگر دو طلاقوں کے درمیان کتنا وقفہ ہو؟ یہ بات اس آیت سے یا قرآن کی کسی بھی دوسری آیت سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے صرف مجرد تفریق یعنی الگ الگ طلاق دینے کا اثبات ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اس کی شرح حدیثوں سے ہو جاتی ہے کہ دو طلاقوں کے درمیان کم از کم ایک مہینے کا وقفہ ہونا چاہئے۔ البتہ رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی غیر شرعی طور پر بیک وقت دو یا تین طلاقیں دے دے یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک ایک طلاق دے دے (جس سے قرآنی لفظ "دوبارہ" تقاضا بخوبی پورا ہو سکتا ہے) تو کیا ہوگا؟

؎۵۸۔ عنایہ شرح ہدایہ، ۳/۲۲۰، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۳۷ء

؎۵۹۔ تفسیر کبیر ۶/۱۰۵، نیز ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی ۳/۱۴۸

تو اس مسئلے میں صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس طرح بیک وقت یا ایک ہی مجلس میں (تھوڑے تھوڑے وقفے سے) تین طلاق دینا سخت گناہ کا باعث بلکہ حرام ہے۔ مگر جب کوئی شخص اس کا مرتکب ہو جائے تو پھر یہ فعل اپنی جگہ پر لغو یا مہمل نہیں ہوگا۔ بلکہ واقع ہو جائے گا۔ جیسا کہ اگلے مباحث سے ظاہر ہوگا۔

۵۔ بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، تم ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔" مطلب یہ کہ یہ اللہ کے مقرر کردہ شرعی قواعد و ضوابط ہیں ان کی خلاف ورزی مت کرو چنانچہ حدیث میں بطور تفسیر مذکور ہے "اللہ نے چند حدود مقرر کی ہیں تم ان سے آگے مت بڑھو۔ اور اس نے چند فرائض بیان کئے ہیں انہیں ضائع مت کرو۔ اور چند چیزوں سے منع کیا ہے۔ ان کی بے حرمتی مت کرو۔ اور چند چیزوں کے بارے میں تمہارے ساتھ رحمدلی کے طور پر بغیر کسی بھول کے خاموشی اختیار کی ہے لہٰذا تم ان کے بارے میں (خواہ مخواہ) سوال مت کرو۔ (ورنہ کسی مشکل میں پڑ جاؤ گے)۔ ؎١٠

اس آیت (٢٢٩) سے مالکی مذہب والوں نے استدلال کیا ہے۔ (دلیل پکڑی ہے) کہ بیک لفظ تین طلاق دینا حرام ہے۔ اور ان کے نزدیک صرف ایک طلاق دینا ہی سنت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "طلاق دو بار ہے۔" پھر اس کے بعد فرماتا ہے "یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، تم ان سے تجاوز

؎١٠۔ تفسیر ابن کثیر ١/٢٧٧، از علامہ ابن کثیر، مطبوعہ مصر۔

نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کریں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔
نیز یہ لوگ محمود بن لبید کی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس کے
مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یک وقت تین طلاق دینے والے ایک
شخص پر اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس حدیث کی
تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۔ یک وقت دی ہوئی تین طلاقیں پڑجاتی ہیں۔

نیز اس استدلال کی رو سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یک وقت تین
طلاق دینا اگرچہ حرام ہے مگر ایسی طلاقیں پڑجاتی ہیں۔ کیونکہ ظالم ہونے
کا یہی مطلب ہے کہ وہ پڑگئیں۔ ورنہ اس ارتکاب کے باوجود کوئی شخص
ظالم نہیں ہوسکتا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کہنے سے یہ آیت قرآنی بے معنی ہوجاتی
ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو شخص ظلم کرے گا وہ ظالم کہلائے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا
کہ کوئی شخص ظلم کرنے کے باوجود ظالم نہ کہلائے۔ جس طرح کہ کوئی شخص
قتل کرنے کے باوجود قاتل نہ کہلائے، گناہ کرنے کے باوجود گنہگار نہ ہو،
چوری کرنے کے باوجود چور نہ بنے، وقس علیٰ ذٰلک۔ اس طرح کہنا خلاف
عقل ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کریمہ کا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں، تم ان سے
تجاوز نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کریں گے تو وہ ظالم

سلہ:۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۲۷۷

ہوں گے۔

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے وہ واقع نہیں ہوتی یا صرف ایک واقع ہوتی ہے وہ دیکھیں کہ اُن کا قول کہاں تک صحیح ہے اور وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ نیز مفسّرِ قرآن حضرت ابن عباسؓ نے ایک دوسری آیتِ کریمہ سے بھی تین طلاق کے وقوع پر قطعی اور مسکت انداز میں استدلال فرمایا ہے۔ یعنی از رُوئے قرآن بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس کی تفصیل اگلے باب میں حدیث ۹ کے تحت ملے گی۔ ظاہر ہے کہ جب قرآن مجید سے قطعی طور پر تین طلاقوں کے وقوع کا ثبوت مل جائے تو پھر اس مسئلے میں چناں وچنیں کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی اور اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہ جاتا۔

۷۔ جہالت کی بنا پر دی ہوئی طلاقیں بھی پڑ جاتی ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں تو اب اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ خواہ وہ جان بوجھ کر دی گئی ہوں یا جہالت کی بنا پر اور انجانے میں، وہ ہر حال میں واقع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اُس نے کل رات اپنی بیوی کو ایک سَو طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا بیک وقت؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے جُدا ہو جائے؟ اس نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات ایسے ہی ہوگی جیسے تم نے کہا ہے۔ یعنی اب وہ جدا ہو چکی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ نے طلاق کا معاملہ کھول کر بیان کر دیا ہے۔ تو اب جس

نے اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دی تو صورت اللہ نے واضح کر دی ہے مگر جو اس معاملے میں گڑ بڑ کرے گا۔ تو ہم اس کی بلا کو اس کے سر باندھ دیں گے۔ اس لئے معاملات کو اس طرح نہ الجھاؤ کہ اس کی وجہ سے ہم کسی مشکل میں پڑ جائیں۔ [۱۲]

محدث بیہقی نے مسلمہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد سے کہا کہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جس نے جہالت کی بنا پر تین طلاق دے دی تو انہیں سنت کی طرف لوٹایا جائے گا اور انہیں ایک قرار دیا جائے گا۔ اور وہ اس کی روایت آپ سے کرتے ہیں۔ تو انھوں نے فرمایا معاذاللہ! یہ ہمارا قول نہیں ہے بلکہ ہمارا قول یہ ہے کہ جس نے تین طلاق دے دی تو یہ بات اسی طرح ہوگی جس طرح کہ اس نے کہا ہے [۱۳]

نیز بیہقی نے ایک اور روایت جعفر بن محمد ہی سے بیان کی ہے۔ جس کے مطابق انھوں نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق خواہ جہالت کی بنا پر دے یا جان بوجھ کر دے وہ اس سے بری ہو گئی۔ [۱۴]

۸: تین کو ایک قرار دینا اصلاً شیعوں کا مسلک ہے

اوپر مذکور آخر کی دو حدیثوں میں جعفر بن محمدؒ سے مراد حضرت

---

[۱۲]: مصنف عبدالرزاق نیز بیہقی، منقول از تفسیر درمنثور ۱/۲۷۹

[۱۳]: بیہقی، منقول از تفسیر درمنثور ۱/۲۸۰۔

[۱۴]: ایضاً۔

[illegible]

[illegible] ہے کہ وہ [illegible] عربی گو کو نہیں پڑھا [illegible] منسوب کر دیتے - گر بعد کی تحقیق سے ان کے جھوٹ اور مکر و فریب کا پردہ چاک ہو چکا تھا۔ بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کی بات دراصل شیعوں کی چلائی ہوئی ہے - جو بالکل بے اصل ہے۔

واضح رہے کہ شیعوں کا عمومی مسلک یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے ایک بھی واقع نہیں ہوتی۔ [15] مگر بعض شیعہ فرقوں کے نزدیک اس سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ [16] لہٰذا یہ مسلک اصلاً شیعوں ہی کا چلایا ہوا اور انہیں کا پھیلایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۹- نکاح ثانی میں صحبت ضروری ہے:

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے (خواہ وہ اکٹھا ہوں یا الگ الگ) تو وہ اس پر اس وقت تک حرام رہتی ہے جب تک کہ حسب ذیل پانچ شرائط پوری نہ ہو جائیں: (۱) وہ عورت عدت گزارے گی۔ (۲) دوسرا نکاح کرے گی۔ (۳) دوسرا شوہر اس سے ہم بستری کرے گا۔ (۴) پھر وہ از خود طلاق دے گا۔ (۵) پھر اس کے بعد وہ دوسرے شوہر کی عدت گزارے گی۔ [17]

---

[15] - [illegible] ۹۶/۳۶ مطبوعہ کراچی۔

[16] [illegible] مطبوعہ مصر [illegible]

[17] [illegible]

جب یہ پانچ شرطیں پوری ہوجائیں تو پھر وہ پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح
کر سکتی ہے۔ جب کہ وہ اس سے دوبارہ نکاح پر راضی ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں
قرآن کا حکم اور فیصلہ اجمالی طور پر اوپر گزر چکا ہے۔ اب رہا حدیثوں کا معاملہ
تو ان میں اس حقیقت کو پوری طرح کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ تین طلاقوں
کے بعد دوسرے شوہر کا اس عورت سے صحبت کرنا ضروری ہے اس کے بغیر وہ
پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ مثلاً:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین
طلاق دیدی تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا وہ عورت پہلے کے لئے حلال
ہو سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں، جب تک کہ وہ اس عورت کی مٹھاس (اس) طرح نہ چکھ لے جس طرح کہ پہلے نے چکھا ہے ۱۸؎۔ (یہاں پر مٹھاس چکھنے سے مراد ہمبستری ہے)

ایک دوسری حدیث میں جو حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے مذکور ہے کہ
رفاعہ قرظیؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ
رفاعہ نے انہیں قطعی طلاق (تین طلاق) دیدی ہے۔ پھر کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن
زبیر سے نکاح کر لیا ہے، مگر عبدالرحمٰن کے پاس جو کچھ ہے وہ کپڑے کے پھندے
کی طرح ہے جو ابھی بُنا نہ گیا ہو۔ (مطلب یہ کہ وہ نامرد ہیں) تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم پھر سے رفاعہ کے پاس لوٹ جانا چاہتی ہو۔
مگر نہیں یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ تمہاری
مٹھاس نہ چکھ لے اور تم اس کی مٹھاس نہ چکھ لو۔ ۱۹؎۔

۱۸؎۔ بخاری کتاب الطلاق ۲/ ۱۲۵، مسلم کتاب النکاح ۲/ ۱۰۵۷، نسائی ۶/ ۱۴۶

۱۹؎۔ بخاری ۲/ ۱۲۵، مسلم ۲/ ۱۰۵۵-۱۰۵۶، نسائی ۶/ ۱۴۸

[illegible]
جدا ہونے کا مقصد صرف ایک طلاق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر شریعت کے اس آسان اور بے ضرر ضابطے سے منہ موڑتے ہوئے اور انتہائی معیوب قدم اٹھاتے ہوئے جب کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے بیٹھتا ہے تو وہ نہ صرف اللہ اور رسول کے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے بلکہ وہ دراصل اللہ کی سب سے بڑی نعمت کو جو اللہ تعالیٰ نے اسے بیوی کی شکل میں عطا فرمائی تھی۔ یکلخت ٹھکرانے کی بنا پر گنہگار بن جاتا ہے اور اس بنا پر وہ سخت سے سخت سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ لہٰذا اب ایسے شخص کی سزا یہ ہے کہ اس کی بیوی جب تک کسی دوسرے شخص کا منہ دیکھ نہ لے وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ تاکہ اسے اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمت کی ناقدری اور خدائی قانون کی خلاف ورزی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے! تاکہ اس سے دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو اور انہیں اس غلط اقدام کا انجام اچھی طرح معلوم ہو جائے۔

چونکہ ایسے شخص نے خدا کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرکے دراصل غیرت خداوندی کو للکارا ہے، اس لئے اب ضروری ہے کہ ایسے شخص کی بیوی کو دوسرے شخص کے پاس بھیج کر ایسے نافرمان اور ناقدرے شخص کے جذبۂ غیرت وخودداری کو بھی ٹھیس پہنچائی جائے۔ اس اعتبار سے یہ قانون بالکل معقول اور سائنٹفک نظر آتا ہے۔

۱۰۔ حلالے کے لئے کرائے کا شوہر کرنا حرام ہے۔

اس موقع پر تین طلاق کے بعد اسلامی شریعت میں "حلالے" کی جو قید لگائی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے یہ شرط پوری کرلی

جائے۔ [illegible] کا کوئی ۔ شوہر [illegible] اس طرح
کرنا سخت گناہ بلکہ حرام ہے ۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر
لعنت فرمائی ہے ۔

"اللہ لعنت کرے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر" [20]

لہٰذا مطلقہ عورت کا نکاح ثانی اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے جبکہ کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے برضا و رغبت نکاح کرے اور حلالہ کرنا اس کے پیش نظر نہ ہو، بلکہ وہ اس عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کا خواہشمند ہو۔ جیسا کہ نکاح کا اصل مقصد ہے [21]

چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور اس کا بھائی بغیر کسی مشورے یا قرارداد کے اپنے بھائی کے لئے حلالہ کرنے کی غرض سے از خود نکاح کرلے (پھر طلاق دیدے) تو کیا وہ پہلے شخص کے لئے حلال ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا نہیں، جب تک کہ وہ برضا و رغبت (یعنی ہمیشگی کی غرض سے) نکاح نہ کرے ۔ ہم اس قسم کے نکاح کو دور رسالت میں زنا تصور کرتے تھے ۔ [22]

۱۱۔ طلاق کے بعد عورت کو دیا ہوا مال واپس لینا جائز نہیں۔

آیت ۲۲۹ میں مردوں کو یہ بھی حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ نکاح کے وقت اپنی

---

۲۰ :۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، تفسیر در منثور۔
۲۱ :۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۲۷۸
۲۲ : حاکم، بیہقی، منقول از تفسیر در منثور ۱/۲۸۴

جو بیوی کو مہر، زیورات، کپڑے وغیرہ دے چکے ہیں، وہ طلاق دینے کے بعد
واپس نہ لیں، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا طریقہ تھا۔ ایسا کرنا ان کے
لئے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات عورتوں کے حق میں سخت ناانصافی ہوگی۔ اور
جیسا کہ اگلے صفحات میں مذکورہ سورۂ نساء کی آیت ۲۰ کے تحت اس کی مزید
تفصیل آئے گی یہ ساری چیزیں عورتوں کے ساتھ لطف محبت حاصل کرنے کا
صلہ ہیں۔ اور عورت چونکہ طبعاً ایک کمزور مخلوق ہے اس بنا پر یہ چیزیں واپس
لینا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اسلام لوگوں کو یہ
اخلاقی تعلیم دیتا ہے کہ مطلقہ عورتوں کو رخصت کرتے وقت مزید کچھ
دے دلا کر رخصت کیا جائے۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت کریمہ (بقرہ: ۲۴۱)
میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ اور اس کا بیان اگلی آیات میں آئے گا۔

ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ نے فرمایا کہ
(زمانہ جاہلیت میں) کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو دیئے ہوئے مہر اور دوسری
چیزوں کو ہڑپ کر لیتا تھا۔ اور اس کو وہ کسی قسم کا گناہ تصور نہیں کرتا تھا۔ تو
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم جو
کچھ اپنی عورتوں کو دے چکے ہو ان میں سے کچھ بھی لے سکو"۔ تو اس آیت کے
نزول کے بعد عورتوں کی کوئی بھی چیز لینا مردوں کے لئے صحیح نہیں رہا سوائے
اس کے کہ اُس کا کوئی حق ہو۔ پھر اس کے بعد ارشاد ہوا: "ہاں اگر ان دونوں
کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدود (ضوابط) کو قائم نہ رکھ سکیں گے"۔ اسی طرح
ارشاد ہے: "اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ
سکیں گے"۔ ۲۴۳

۲۴۳- ابوداؤد، منقول از درمنثور ۱/۲۸۰

عورت حق طلاق یا خلع حاصل کرنے کی غرض سے) پہلے [illegible]

عمل کوئی معنی نافذ نہیں ہے۔ اس کی تفصیل اگلی بحث میں کی گئی ہے۔ (جاری)

مفکرِ ملت پیکرِ ایثار و خدمت دردمندِ قوم

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی

(حیات اور کارنامے)

اس دور کے مسلمانوں کے لیے سرمایۂ افتخار بھی ہیں اور قابل مسلمانوں کی جو برہان نے "مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نمبر" کی صورت میں قوم و ملت کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ یہ نمبر چار حصوں اور تقریباً پچاس عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس میں ہند اور پاکستان کے سرکردہ اہلِ قلم، علماء اور رہنماؤں نے حضرت کے افکار و نظریات، خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی ہے جن میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی، ڈاکٹر یوسف نجم الدین، قاضی اطہر مبارکپوری، قاضی زین العابدین، حکیم عبد القوی دریابادی، مولانا انظر شاہ، کرنل بشیر حسین زیدی، الحاج عبد الکریم پاریکھ، پروفیسر طاہر محمود، الحاج احمد سعید ملیح آبادی کے گرانقدر مقالات کے علاوہ حضرت کے سفرنامے، ریڈیائی تقاریر، تاریخی اہم شخصیتوں کے خطوط اور بعض تاریخی شخصیتوں کی اہم تحریریں شامل ہیں۔ قیمت ریگزین کی جلد با سنہری ۶۲ روپے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی